ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 3911

Program: BS Islamic Studies (Spec. Seerat Studies)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیۂ عربی وعلوم اسلامیہ (شعبہ سیرت سٹڈیز)

کورس: سیرت نگاری کے اسالیب و رجحانات (3911) • سطح: بی ایس علوم اسلامیہ (تخصص سیرت سٹڈیز)

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ 5 تا 9)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنے کے بجائے اپنی فہم کے مطابق تحریر کریں۔ جہاں کسی دینی یا قانونی مسئلے میں قطعی رائے درکار ہو وہاں اہلِ علم اور مستند علماء کی طرف رجوع کریں۔

سوال نمبر 1: معجزات کی اقسام اور الخصائص الکبریٰ کے منہج پر نوٹ (20 نمبر)

سوال: معجزات کی اقسام بیان کریں نیز الخصائص الکبریٰ کے منہج پر نوٹ لکھیں۔ (20)

تمہید و تعارف

علمِ سیرت کا ایک اہم باب معجزاتِ نبوی کا ہے۔ معجزہ سے مراد وہ خارقِ عادت امر ہے جو اللہ تعالیٰ کسی نبی کے ہاتھ پر اس کی صداقت کی دلیل کے طور پر ظاہر فرماتا ہے اور جس کی مثل لانے سے مخالفین عاجز رہتے ہیں۔ سیرت نگاروں نے معجزات کو نہ صرف عقیدے کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے بلکہ انھیں سیرت کے واقعات کے تسلسل میں رکھ کر بھی دکھایا ہے، کیونکہ بہت سے معجزات کسی نہ کسی واقعے کے موقع پر ظاہر ہوئے۔ اس جواب میں پہلے معجزے کی تعریف اور اس کی شرائط کا خلاصہ بیان کیا جائے گا، پھر معجزات کی اہم اقسام تفصیل سے بیان ہوں گی، اور آخر میں امام جلال الدین سیوطی کی نہج و اتفاق کتاب الخصائص الکبریٰ کے منہج پر جائزہ نوٹ پیش کیا جائے گا۔ یہ بحث خالصتاً علمی ہے؛ اس میں معجزات کا تذکرہ عقیدہ و سیرت کے مطالعے کے طور پر کیا گیا ہے اور روایات کے درجات کی طرف بھی جہاں مناسب ہوا اشارہ کیا گیا ہے۔

معجزے کی تعریف اور شرائط

اہلِ علم نے معجزے کی چند شرائط بیان کی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ امر عادت کے خلاف ہو، یعنی عام اسباب کے تحت اس کا ظہور ممکن نہ ہو۔ دوسری یہ کہ وہ مدعیِ نبوت کے ہاتھ پر اور اس کے دعوے کے ساتھ ظاہر ہو، کیونکہ خارقِ عادت بات کا معجزہ ہونا اسی تعلق سے متعین ہوتا ہے۔ تیسری یہ کہ اس کے مقابلے کی دعوت، یعنی تحدی، موجود ہو یا اس کا موقع ایسا ہو کہ یہ نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہو۔ چوتھی یہ کہ مخالفین اس کی مثل لانے سے عاجز رہیں۔ انہی شرائط کی بنا پر معجزے کو اولیاء کی کرامت، جادو اور دیگر خارقِ عادت امور سے ممتاز کیا جاتا ہے: کرامت کسی ولی سے ظاہر ہو سکتی ہے مگر اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ نہیں ہوتا، اور جادو سیکھا جا سکتا ہے اور اس کا مقابلہ ممکن ہوتا ہے، جبکہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا اور ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ قرآن کریم ہے، جس نے اپنے جیسی سورت لانے کی چیلنج دی اور چودہ صدیوں میں کوئی اس چیلنج کا جواب نہ دے سکا۔ قرآن کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد اہلِ علم نے سینکڑوں میں بیان کی ہے، اور یہی کثرت اس باب کی کتابوں کا موضوع بنی ہے۔

معجزات کی اقسام: حسی و معنوی

تقسیم کے مختلف اعتبار ہیں جن میں سب سے معروف تقسیم حسی اور معنوی، یا عقلی، کی ہے۔ حسی معجزات وہ ہیں جنھیں آنکھوں سے دیکھا اور حاسّوں سے محسوس کیا گیا، مثلاً شقّ القمر یعنی چاند کا دو ٹکڑے ہونا، انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، تھوڑے کھانے سے بڑی جماعت کا سیر ہونا، بیماروں کا شفایاب ہونا اور غیب کی بعض خبروں کا سچ ثابت ہونا۔ ان معجزات کا تعلق زیادہ تر متعلقہ واقعے اور اس دور کے حاضرین سے تھا، اسی لیے ان کی ترسیل روایات کے ذریعے ہوئی۔ معنوی یا عقلی معجزات وہ ہیں جن کی دلیل عقل و تدبر سے کھلتی ہے اور جو ہر دور کے لیے باقی ہیں۔ ان میں سرِفہرست قرآن کریم ہے جس کا اعجاز اس کی بلاغت، اس کے نظامِ ہدایت، اس کی پیش گوئیوں اور اس کی ہمیشہ تازہ رہنے والی راہنمائی میں ظاہر ہے۔ اسی قسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و اخلاق خود ایک معجزہ شمار ہوتے ہیں: ایک امی ماحول میں ایسی جامع شخصیت کا ظہور، جس نے تیئیس برس میں ایک قوم کا مزاج، معاشرہ اور تقدیر بدل دی، اپنے آپ میں ایک ایسی دلیل ہے جس پر ہر دور کے اہلِ فکر نے غور کیا ہے۔ اسی طرح شریعت کی جامعیت و توازن بھی معنوی معجزات میں گنی جاتی ہے۔

معجزات کی اقسام: موضوع کے اعتبار سے

موضوع کے اعتبار سے علماء نے معجزات کو تین بڑی قسموں میں بانٹا ہے۔ پہلی قسم علم سے متعلق معجزات ہیں، یعنی غیب کی خبریں اور مستقبل کی پیش گوئیاں جو بعد میں واقعات کی صورت میں سچ ثابت ہوئیں، مثلاً روم کی فتح کی خبر، بعض شہروں کی فتح کی بشارتیں اور بعض اشخاص کے انجام سے متعلق اطلاعات۔ یہ خبریں قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں اور ان کی صداقت تاریخی واقعات سے ثابت ہوئی۔ دوسری قسم قدرت سے متعلق معجزات ہیں، یعنی وہ امور جن میں مادی اسباب کے بغیر غیر معمولی اثرات ظاہر ہوئے، جیسے پانی و خوراک کی کثرت، جمادات و حیوانات سے متعلق غیر معمولی واقعات اور دعا کی فوری قبولیت کے مناظر۔ تیسری قسم کفایت و نصرت سے متعلق معجزات ہیں، یعنی وہ الٰہی مدد و حفاظت جو مخالفین کی تدبیروں کے مقابلے میں ظاہر ہوئی، جیسے ہجرت کے موقع پر حفاظت، غار کے واقعے میں سکینت و معیت کا نزول اور غزوات میں ایسی نصرت جس کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا ہے (سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ کے متعلقہ مقامات کے مفاہیم کی طرف عمومی اشارہ)۔ یہ تین قسمی موازنہ سیرت نگاروں نے اختیار کیا

ہے اور الخصائص الکبریٰ سمیت بڑی کتابوں کی تبویب میں بھی اسی کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک تقسیم ولادت سے قبل کے ارہاصات، یعنی بشارات و علامات، بعثت کے بعد کے معجزات اور وفات کے بعد امت میں ظاہر ہونے والے اثرات کے اعتبار سے بھی کی جاتی ہے، جس سے سیرت کا پورا زمانہ اس باب میں شامل ہو جاتا ہے۔

جدول: معجزات کی اہم اقسام کا خلاصہ

تقسیم کا اعتبار	اقسام	مثالیں / وضاحت
حس و عقل	حسی معجزات	شقّ القمر، پانی و خوراک کی کثرت، شفایابی
حس و عقل	معنوی / عقلی معجزات	قرآن کریم، سیرت و اخلاق، شریعت کی جامعیت
موضوع	علمی معجزات	غیب کی خبریں اور سچ ثابت ہونے والی پیش گوئیاں
موضوع	قدرت کے معجزات	اسباب کے بغیر غیر معمولی اثرات کا ظہور
موضوع	کفایت و نصرت	حفاظت و الٰہی مدد کے واقعات

الخصائص الکبریٰ: تعارف

الخصائص الکبریٰ امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (849 تا 911 ہجری) کی عظیم تصنیف ہے۔ لفظ خصائص کا مطلب ہے وہ امتیازات و خصوصیات جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔ یہ کتاب کئی جلدوں میں شائع ہوتی ہے اور اسے معجزات و خصائص کے موضوع پر سب سے وسیع مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ امام سیوطی کا علمی مقام محتاجِ تعارف نہیں: تفسیر، حدیث، تاریخ اور لغت سمیت کئی علوم میں ان کی تصانیف سینکڑوں میں ہیں، اور نظمِ حدیث و جمعِ روایات میں ان کی مہارت مسلم ہے۔ انھوں نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ نبوت کے دلائل، معجزات اور خصائص سے متعلق جو روایات و اقوال مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں، وہ سب ایک مرتب مجموعے میں اکٹھے ہو جائیں۔ اس کتاب کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ یہ صرف معجزات تک محدود نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خصوصیات بھی شامل کرتی ہے جو امت کے

مقابلے میں آپ کے ساتھ خاص تھیں، مثلاً بعض عبادات و احکام میں خصوصیات اور آپ کے نام و مقامات کی خصوصیات۔ اس طرح یہ کتاب سیرت، عقیدہ اور فقہ تینوں کے سنگم پر کھڑی ہے۔

الخصائص الکبریٰ کے منہج پر نوٹ

اس کتاب کے منہج کی پہلی خصوصیت استیعاب و جمع ہے: مصنف کا مقصد اختراع نہیں بلکہ ذخیرے کی تکمیل ہے، اس لیے انھوں نے صغار و کبار بے شمار کتابوں سے مواد اکٹھا کیا ہے۔ دوسری خصوصیت موضوعاتی تبویب ہے: کتاب کو بڑے بڑے ابواب میں بانٹا گیا ہے جن میں ولادت سے قبل کی بشارات، ولادت و رضاعت کے واقعات، بعثت، معجزات کی قسمیں، خصوصیاتِ عبادت و احکام اور وفات و بعد کے آثار جیسے عنوانات شامل ہیں۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ مصنف عام طور پر روایت کے ساتھ اس کے ماخذ یا راوی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور کہیں کہیں روایت کے درجے پر بھی اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں، اگرچہ اس کتاب میں ان کا علمی انداز تنقیدی سے زیادہ جمعی ہے۔ اسی نکتے پر بعد کے محققین نے نوٹ بھی لیا ہے کہ کتاب میں بعض کمزور روایات بھی شامل ہو گئی ہیں، اس لیے اس کے مطالعے میں تدریسِ حدیث کے معیاری شروح و تحقیقات سے رہنمائی لینا چاہیے۔ چوتھی خصوصیت وسعتِ زمانی ہے: کتاب کا دائرہ ولادت سے بھی پہلے کی علامات سے شروع ہو کر وفات کے بعد تک پھیلا ہوا ہے، جس سے قاری کو نبوی زندگی کا ایک مکمل چکر نظر آتا ہے۔ پانچویں خصوصیت عقیدتی غرض ہے: مصنف معجزات کو محض تاریخی عجائبات کے طور پر نہیں بلکہ صداقتِ نبوت کے دلائل کے طور پر پیش کرتے ہیں، اس لیے ہر باب قاری کے ایمان و محبت میں اضافے کا ذریعہ بنتا ہے۔ مجموعی طور پر الخصائص الکبریٰ کا منہج موسوعی جمع، موضوعاتی ترتیب اور عقیدتی پیش کش کا امتزاج ہے، اور اس موضوع کی بعد کی تقریباً ہر کتاب اسی کے سامنے اپنا مقام متعین کرتی ہے۔



شکل: متاخر دور کی مخصوص سیرتی تصانیف اور ان کے مصنفین (سنین وفات ہجری)۔

نتیجہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ معجزات کی تقسیم حسی و معنوی اور موضوع کے اعتبار سے علمی، قدرت اور کفایت و نصرت کی صورتوں میں کی جاتی ہے، جن میں سب سے بڑا اور دائمی معجزہ قرآن کریم ہے۔ امام سیوطی کی الخصائص الکبریٰ اس باب کی سب سے جامع کتاب ہے جس کا منہج وسیع جمع، موضوعاتی تبویب اور عقیدتی ترتیب پر قائم ہے۔ طالب علم کو اس کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے روایات کے درجات کے بارے میں محققین کی آرا کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے تاکہ مطالعہ محبت کے ساتھ تحقیق کا توازن بھی برقرار رکھے۔

سوال نمبر 2: امام ابنِ الجوزی کی سیرت نگاری پر تفصیلی مضمون (20 نمبر)

سوال: امام ابنِ الجوزی کی سیرت نگاری پر تفصیلی مضمون تحریر کریں۔ (20)

تمہید و تعارف

امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی، جو ابنِ الجوزی کے نام سے مشہور ہیں، چھٹی صدی ہجری کے ان عظیم علماء میں سے ہیں جنھوں نے علم کی تقریباً ہر شاخ میں تصنیف کی۔ بغداد سے تعلق رکھنے والے یہ حنبلی عالم، واعظ، مؤرخ اور محدث ایک ایسی شخصیت تھے جن کی مجالس میں ہزاروں افراد شریک ہوتے اور جن کی تصانیف کی تعداد اہلِ علم نے کئی سو بیان کی ہے۔ سیرت نگاری میں ان کا نام کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ کی وجہ سے نمایاں ہے، جو سیرتِ نبوی پر ان کی مستقل و معروف کتاب ہے۔ اس کے علاوہ ان کی تاریخ کی عظیم کتاب المنتظم اور دیگر تصانیف میں بھی سیرت کا وافر مواد موجود ہے۔ اس مضمون میں پہلے ان کا تعارف و علمی مقام بیان ہو گا، پھر ان کی سیرتی تصانیف کا تعارف، ان کے منہج و اسلوب کی خصوصیات اور آخر میں ان کی سیرت نگاری کی اہمیت و اثرات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

ابنِ الجوزی کا تعارف اور علمی مقام

ابنِ الجوزی تقریباً 510 ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور 597 ہجری میں وہیں وفات پائی۔ کم عمری میں والد کا سایہ اٹھ گیا مگر خاندان نے ان کی تعلیم کا پورا اہتمام کیا؛ انھوں نے بغداد کے بڑے علماء سے حدیث، فقہ، تفسیر، نحو اور تاریخ پڑھی۔ جوانی ہی میں درس و وعظ کی مجالس شروع کر دیں اور جلد ہی بغداد کے سب سے مؤثر واعظ کے طور پر مشہور ہوئے۔ ان کی شخصیت کی امتیازی بات یہ تھی کہ وہ عالم ہونے کے ساتھ عوامی رہنما بھی تھے: ان کی مجالس میں حکام، علماء اور عوام سب حاضر ہوتے تھے۔ ان کی تصانیف میں المنتظم فی تاریخ الملوک والامم تاریخ کی اہم کتاب ہے، صید الخاطر ان کے علمی و روحانی افکار کا مجموعہ ہے، تلبیسِ ابلیس اصلاحی تنقید کی مشہور کتاب ہے اور صفت الصفوہ اولیاء و صالحین کی سوانح پر مبنی ہے۔ اس وسیع پس منظر کو سمجھے بغیر ان کی سیرت نگاری کا مزاج سمجھ میں نہیں آتا، کیونکہ وہ سیرت کو بھی محض معلومات نہیں بلکہ ہدایت و تربیت کا ذریعہ سمجھ کر لکھتے ہیں۔ ان کی زندگی میں امتحان و آزمائش کے ادوار بھی آئے، خاص طور پر زندگی کے آخری دور میں انھیں واسط بھیجا گیا، مگر ان کا علمی کام اس عرصے میں بھی جاری رہا۔

ابنِ الجوزی کی سیرتی تصانیف

سیرت میں ان کی سب سے مشہور کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، نسب، بچپن، بعثت، مکی و مدنی زندگی، غزوات، اخلاق و شمائل، معجزات اور وفات سمیت سیرت کے بڑے عنوانات کو مرتب صورت میں پیش کیا ہے۔ کتاب کا حجم درمیانہ ہے جس نے اسے عام پڑھے لکھے قاری کے لیے قابلِ مطالعہ بنا دیا، اور بعد میں اس کی تلخیصیں و تراجم بھی ہوئے۔ اس کے علاوہ المنتظم میں انھوں نے سیرت کے واقعات کو سال بہ سال تاریخ کے تسلسل میں درج کیا ہے، جس سے محقق کو سیرت کی کرونولوجی کا دوسرا اہم ماخذ ملتا ہے۔ ان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے وعظ و ارشاد میں سیرت کے واقعات کو بنیادی موضوع بنایا اور مولد و سیرت کی مجالس کی روایت کو فروغ دیا۔ اس طرح ان کی سیرت نگاری صرف تحریر تک محدود نہیں رہی بلکہ زبانی ترسیل کا ایک بڑا نظام بھی ان کے ساتھ وابستہ ہوا۔ ان تصانیف کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ چھٹی صدی کے بغداد میں سیرت محض کتابوں کا علم نہ رہا بلکہ عوامی زندگی کا حصہ بن گیا۔

منہج کی خصوصیات

ابنِ الجوزی کے سیرتی منہج کی پہلی خصوصیت تنقیدی رویہ ہے۔ وہ حدیث و روایت کی جانچ کے قائل تھے اور انھوں نے موضوعات یعنی گھڑی ہوئی روایات پر مستقل کتاب بھی لکھی، جس میں سیرت و فضائل سے متعلق بہت سی بے اصل روایات کی نشاندہی کی گئی۔ اس مزاج کا اثر الوفا پر بھی ہے کہ اس میں انھوں نے عام قصہ گوئی کی روایات سے حتی الامکان گریز کیا اور معتبر ماخذ کی طرف رجحان رکھا، اگرچہ بعض مقامات پر ان کی اپنی بیان کردہ روایات پر بھی بعد کے محدثین نے کلام کیا ہے۔ دوسری خصوصیت جامعیت و اختصار کا توازن ہے: انھوں نے سیرت کے تمام بڑے پہلو شامل کیے مگر بیان کو طوالت سے بچایا، تاکہ کتاب واعظ، طالب علم اور عام قاری تینوں کے کام آئے۔ تیسری خصوصیت مقصدیت ہے: وہ ہر واقعے کو عبرت و نصیحت کے زاویے سے دیکھتے ہیں اور جگہ جگہ اس کے اخلاقی سبق نمایاں کرتے ہیں۔ چوتھی خصوصیت تاریخی شعور ہے: المنتظم جیسی کتاب لکھنے والے مؤرخ کی حیثیت سے وہ واقعات کو زمانے، حالات اور دیگر اقوام کے پس منظر میں رکھتے ہیں، جس سے ان کی سیرت نگاری محض انفرادی سوانح کے بجائے تاریخ کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔

اسلوبِ بیان کی خصوصیات

اسلوب کے میدان میں ابنِ الجوزی کا سب سے بڑا کمال ان کی خطیبانہ روانی ہے۔ وہ پیچیدہ بات کو سادہ و مؤثر جملوں میں کہتے ہیں، سوال و جواب کا انداز اختیار کرتے ہیں اور قاری کو مخاطب کر کے اسے ساتھ لے چلتے ہیں۔ ان کی نثر میں ادبیت بھی ہے اور وعظ کی گرمی بھی؛ یہی وجہ ہے کہ ان کی کتابیں آج بھی پڑھنے والے کو بور نہیں کرتیں۔ الوفا کا اسلوب بھی اسی مزاج کا آئینہ ہے: واقعہ بیان ہوتا ہے، اس کی روح نمایاں کی جاتی ہے اور قاری کو عمل کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ ایک اور اسلوبی خصوصیت حکایات و امثال کا استعمال ہے جس سے اخلاقی نکتہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے بعض جگہ عقل و نقل دونوں سے استدلال کیا ہے اور مخالف خیالات کا جواب بھی دیا ہے، جس سے کتاب کا لہجہ صرف بیانی نہیں بلکہ استدلالی بھی ہو جاتا ہے۔ تاہم ان کے اسلوب کا یہی جوش بعض جگہ شدتِ تنقید کی صورت بھی اختیار کر لیتا ہے، خاص طور پر جب وہ کسی روایت یا رجحان پر گرفت کرتے ہیں؛ محقق قاری اس شدت کو ان کے اصلاحی جذبے سے جوڑ کر سمجھتا ہے۔

ابنِ الجوزی کی سیرت نگاری کی اہمیت واثرات

ابنِ الجوزی کی سیرت نگاری کی اہمیت تین جہتوں سے نمایاں ہے۔ اول، انھوں نے سیرت کو قصہ گوئی سے نکال کر تنقیدی و تحقیقی مزاج دیا؛ آج جب کوئی محقق سیرت کی ضعیف و موضوع روایات سے بچنے کی بات کرتا ہے تو اس روایت کی بنیادوں میں ابنِ الجوزی کا نام ضرور آتا ہے۔ دوم، انھوں نے سیرت کو عوام تک پہنچانے کا فن دکھایا: ان کی مجالس و کتابوں نے سیرت کو مدرسے سے بازار و محلے تک پہنچا دیا، اور بعد کی صدیوں میں سیرت کی عوامی مجالس و کتب کی روایت انھی کے رنگ میں ڈھلی۔ سوم، ان کا تاریخی کام آنے والے مؤرخین کے لیے ماخذ بنا؛ ابنِ کثیر سمیت کئی مؤرخین نے المنتظم سے بھرپور استفادہ کیا، اور سیرت کی کرونولوجی میں ان کی ترتیب آج بھی قابلِ حوالہ ہے۔ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض محدثین نے ان پر بعض روایات کی نقل میں تساہل کا الزام بھی لگایا ہے، اس لیے ان کی کتابوں سے استفادے میں دیگر معیاری ماخذ سے تقابل مفید رہتا ہے۔ یہ توازن ہی علمی مطالعے کی پہچان ہے کہ شخصیت کا احترام بھی رہے اور تحقیق کی آنکھ بھی بند نہ ہو۔ بہ ایں ہمہ یہ بھی ضروری ہے کہ یہ مضمون خالصتاً تاریخِ علم و سیرت نگاری کا جائزہ ہے؛ دینی احکام کے عملی اطلاق میں مستند اہلِ علم کی راہنمائی ہی معتبر ہے۔

نتیجہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ امام ابنِ الجوزی کی سیرت نگاری تنقید، ترتیب اور تبلیغ کا حسین امتزاج ہے۔ الوفا باحوال المصطفیٰ نے سیرت کو جامع مگر مختصر اور مستند مگر دلچسپ صورت میں پیش کیا، المنتظم نے اسے تاریخ کے تسلسل سے جوڑا، اور ان کی واعظانہ سرگرمی نے اسے عوامی زندگی کا حصہ بنا دیا۔ ان کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ سیرت لکھنا صرف واقعات جمع کرنا نہیں بلکہ روایت کی جانچ، بیان کی روانی اور قاری کی تربیت تینوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اسی لیے چھٹی صدی ہجری گزر جانے کے باوجود ان کی سیرت نگاری آج بھی مطالعۂ سیرت کے سبق آموز نمونوں میں شمار ہوتی ہے۔

سوال نمبر 3: قاضی عیاض کی الشفا کا موضوع و اسلوب اور عصر حاضر میں اتباعِ سنت کے فروغ میں اس کا کردار (20 نمبر)

سوال: قاضی عیاض کی کتاب 'الشفا' کے موضوع اور اسلوب کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کریں کہ اس کتاب کی تعلیمات عصر حاضر میں اتباعِ سنت کے فروغ میں کس طرح معاون ثابت ہو سکتی ہیں؟ (20)

تمہید و تعارف

قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (476 تا 544 ہجری) اندلس و مغرب کے عظیم مالکی عالم، محدث اور مؤرخ ہیں۔ ان کی کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، جسے مختصراً الشفا کہا جاتا ہے، سیرت و شمائل کی دنیا کی ان چند کتابوں میں سے ہے جن کی مقبولیت صدیوں سے مسلسل قائم ہے۔ یہ کتاب عام سیرت کی طرح واقعات کی تاریخ نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبے، آپ کے حقوق اور آپ سے تعلق کے آداب پر لکھی گئی ایک منفرد تصنیف ہے۔ اس جواب میں پہلے کتاب کے موضوع اور اس کی ساخت کا جائزہ لیا جائے گا، پھر اس کے اسلوب کی خصوصیات بیان ہوں گی، اور آخر میں یہ واضح کیا جائے گا کہ اس کتاب کی تعلیمات آج کے دور میں اتباعِ سنت کے فروغ میں کس طرح معاون ہو سکتی ہیں۔ یہ آخری حصہ خاص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ الشفا کی اصل روح یہی ہے کہ معرفت و محبتِ رسول، اتباعِ سنت کی بنیاد ہے۔

الشفا کا موضوع اور ساخت

الشفا کا مرکزی موضوع حقوقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و تعلیم ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جو مقام عطا فرمایا ہے اسے بیان کرنا اور امت پر اس مقام کے نتیجے میں جو فرائض و آداب عائد ہوتے ہیں انھیں واضح کرنا۔ کتاب عام طور پر چار بڑے حصوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ پہلے حصے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات، آپ کی ظاہری و باطنی خوبیوں، معجزات اور اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے مرتبے کو قرآن و حدیث کے دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں امت پر عائد حقوق کی تفصیل ہے، یعنی آپ پر ایمان، آپ کی اطاعت و اتباع، آپ کی محبت، آپ پر درود و سلام اور آپ کی سنت و اہلِ بیت و صحابہ کے احترام جیسے موضوعات۔ تیسرے حصے میں ان امور کی بحث ہے جو آپ کی ذات کے بارے میں جائز، ممکن اور ممتنع ہیں، یعنی صفاتِ نبوت کی عقلی و نقلی حدود۔ چوتھے حصے میں ان افعال و اقوال کے شرعی احکام زیرِ بحث آتے ہیں جو

شانِ نبوت کے خلاف ہوں، اور اس حصے کی فقہی بحثیں علمی حلقوں میں مشہور ہیں؛ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ان احکام کا کسی فرد یا معاملے پر اطلاق اہلِ علم، مفتیان اور عدالتوں کا کام ہے، اس گائیڈ میں اس حصے کا ذکر صرف کتاب کے موضوع کے تعارف کی حد تک ہے۔ یہ چار حصے مل کر کتاب کو عقیدہ، عبادت، اخلاق اور فقہ کا جامع مجموعہ بنا دیتے ہیں۔

الشفا کا اسلوبِ بیان

اسلوب کے اعتبار سے الشفا کی سب سے بڑی خصوصیت دلیل و ذوق کا امتزاج ہے۔ قاضی عیاض ایک طرف قرآن کریم کی آیات، احادیث اور اقوالِ سلف کو منظم دلائل کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کا بیان محبت و عقیدت کی گرمی سے خالی نہیں ہوتا۔ ان کا نثر سلیس مگر پُر وقار ہے، جس میں خطیبانہ روانی کے ساتھ فقہی دقت بھی موجود ہے۔ دوسری خصوصیت جامع استدلال ہے: ایک ہی مسئلے میں وہ نقلی دلیل، عقلی توجیہ اور تاریخی مثال ضرور کو جمع کر دیتے ہیں۔ تیسری خصوصیت تنظیمی وضاحت ہے: ہر حصہ ابواب و فصول میں منقسم ہے اور ہر فصل کا موضوع عنوان سے ظاہر ہوتا ہے، جس سے کتاب حوالے کی کتاب کے طور پر بھی آسانی سے استعمال ہوتی ہے۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف مخالف آراء کو بھی نقل کر کے ان کا جواب دیتے ہیں، خاص طور پر تیسرے اور چوتھے حصے میں، جس سے کتاب کا لہجہ مناظرانہ دقت بھی اختیار کر لیتا ہے۔ انھوں نے کئی جگہ شعر و ادب سے بھی استشہاد کیا ہے، جس سے کتاب کی ادبی قدر میں اضافہ ہوا ہے۔ صدیوں کے شارحین، جن میں شہاب الدین خفاجی کی نسیم الریاض اور ملا علی قاری کی شرح مشہور ہیں، نے اس کتاب کے علمی مرتبے کو مزید روشن کیا۔

جدول: الشفا کی ساخت کا خلاصہ

حصہ	موضوع	قاری پر اثر
پہلا	فضائل، کمالات، معجزات و مرتبۂ نبوت	معرفت و عقیدت کی بنیاد
دوسرا	امت پر حقوق: ایمان، اطاعت، محبت، درود	اتباعِ سنت کی ترغیب

عقیدے کی حدود کی وضاحت	نبوت کے بارے میں جائز و ممتنع امور	تیسرا
ادب و حرمت کا شعور؛ اطلاق اہلِ علم و عدالت کا کام	شانِ نبوت سے متعلق شرعی احکام (علمی بحث)	چوتھا

عصرِ حاضر میں اتباعِ سنت کے فروغ میں الشفا کا کردار: محبت کو عمل سے جوڑنا

اب سوال یہ ہے کہ آٹھ صدیاں پرانی یہ کتاب آج اتباعِ سنت کے فروغ میں کس طرح معاون ہو سکتی ہے۔ اس کا پہلا راستہ محبت و عمل کا ربط ہے۔ الشفا یہ اصول بار بار دہراتی ہے کہ سچی محبت کی علامت اتباع ہے؛ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرے مگر آپ کی سنت پر عمل نہ کرے اس کا دعویٰ ادھورا ہے۔ قرآن کریم نے بھی محبتِ الٰہی اور اتباعِ رسول کو باہم جوڑا ہے (سورۃ آلِ عمران 3:31 کے مفہوم کی طرف اشارہ)۔ آج کے دور میں جب دینی جذبات اکثر نعروں اور رسوم تک محدود رہ جاتے ہیں، الشفا کی یہ تعلیم جذبات کو عملی سنت سے جوڑنے کا سب سے مؤثر نسخہ ہے۔ اس تعلیم کو اگر مساجد کے خطبات، دروس اور تعلیمی نصاب میں نمایاں کیا جائے تو روزمرہ زندگی میں نماز کی پابندی، سچائی، امانت اور حسنِ اخلاق جیسی سنتوں کا رواج بڑھ سکتا ہے۔ دوسرا راستہ معرفت کی فراہمی ہے: الشفا پڑھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس ہستی کی اتباع کر رہا ہے اس کا مقام کیا ہے، اس لیے اس کی اتباع اندھی تقلید کے بجائے شعوری محبت بن جاتی ہے، اور شعوری عمل ہی پائیدار ہوتا ہے۔

عصرِ حاضر میں اتباعِ سنت کے فروغ میں الشفا کا کردار: عملی صورتیں

الشفا کے دوسرے حصے میں بیان شدہ حقوق کو آج کی زبان میں عملی پروگرام کی صورت دی جا سکتی ہے۔ ایمان و اطاعت کے حق کا تقاضا ہے کہ زندگی کے فیصلوں میں سنت کو معیار بنایا جائے۔ محبت کے حق کا تقاضا ہے کہ سیرت کا باقاعدہ مطالعہ گھروں اور اداروں میں زندہ ہو؛ الشفا اور اس کے آسان تراجم و خلاصے اس مطالعے کا بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں، اور جدید ذرائع، یعنی دروس کی ریکارڈنگ، مطالعاتی حلقے اور مستند ڈیجیٹل نسخے، اس رسائی کو بڑھا سکتے ہیں۔ درود و سلام کے حق کی تعلیم ذاتی و اجتماعی زندگی میں ذکر کی مجالس اور معمولات کو فروغ دیتی ہے، جس سے دلوں میں نرمی و روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ احترامِ سنت کے حق کا تقاضا یہ ہے کہ سنت کا مذاق اڑانے یا اسے معمولی سمجھنے کے رجحان کی علمی اصلاح کی جائے، کیونکہ جس چیز کا دل میں احترام ہوتا ہے اس پر عمل بھی آسان ہو جاتا ہے۔ صحابہ و اہلِ بیت کے احترام کی تعلیم فرقہ وارانہ کشیدگی کم کرنے میں بھی

معاون ہو سکتی ہے، کیونکہ الشفا کا مزاج جمع کرنے والا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی اہم ہے کہ اتباعِ سنت کی دعوت نرمی و حکمت سے دی جائے؛ قاضی عیاض کا اپنا اسلوب دلیل و محبت کا ہے نہ کہ سختی و نفرت کا، اور یہی اسلوب آج کے معاشرے میں قبولیت کی کنجی ہے۔ کسی بھی مخصوص دینی حکم کے اطلاق میں اہلِ علم کی راہنمائی کو مقدم رکھنا اسی حکمت کا حصہ ہے۔

نتیجہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ الشفا کا موضوع حقوقِ مصطفیٰ کی معرفت ہے: پہلا حصہ مقامِ نبوت بیان کرتا ہے، دوسرا امت کے فرائض بتاتا ہے، تیسرا عقیدے کی حدود واضح کرتا ہے اور چوتھا حرمتِ نبوت کے شرعی پہلو پر علمی بحث پیش کرتا ہے۔ اس کا اسلوب دلیل، ذوق اور تنظیم کا امتزاج ہے۔ عصرِ حاضر میں یہ کتاب اتباعِ سنت کی اس لیے بہترین معاون ہے کہ یہ سنت پر عمل کو محض رسم کے بجائے محبت و معرفت کا نتیجہ بناتی ہے۔ اگر اس کی تعلیمات کو دروس، نصاب اور خطبوں میں شامل کیا جائے تو وہ نسل تیار ہو سکتی ہے جس کے لیے سنت کتابوں کی بات نہیں بلکہ زندگی کا انداز ہو۔

سوال نمبر 4: جغرافیۂ سیرت کی ایک کتاب کا منہج اور سیرتِ نبوی ﷺ کے واقعات کے فہم میں جغرافیائی مطالعے کی اہمیت (20 نمبر)

سوال: جغرافیہ سیرت کے موضوع پر کسی ایک کتاب کا منہج تحریر کریں اور وضاحت کریں کہ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کو سمجھنے میں جغرافیائی مطالعہ کیوں اہم ہے؟ (20)

تمہید و تعارف

سیرتِ نبوی کے مطالعے کی ایک نسبتاً مخصوص مگر نہایت اہم شاخ جغرافیۂ سیرت ہے۔ اس سے مراد ان مقامات، راستوں، خطوں اور جغرافیائی حالات کا مطالعہ ہے جن سے سیرت کے واقعات جُڑے ہوئے ہیں: مکہ و مدینہ کی وادیاں و پہاڑ، ہجرت کا راستہ، غزوات کے میدان، قبائل کی سکونت گاہیں، بازار و تجارتی شاہراہیں اور وہ سرحدی علاقے جہاں ابتدائی اسلامی ریاست کے تعلقات پھیلے۔ واقعہ ہمیشہ کسی جگہ میں پیش آتا ہے، اس لیے جگہ کو سمجھے بغیر واقعہ ادھورا رہتا ہے۔ اس جواب میں جغرافیۂ سیرت کے موضوع پر نمایاں کتاب کے طور پر علامہ علی بن عبداللہ السمہودی (وفات 911 ہجری) کی وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ کا منہج تحریر کیا جائے گا، جو مدینہ منورہ کے مقامات، تاریخ اور جغرافیہ پر کلاسیکی دور کی سب سے جامع کتابوں میں شمار ہوتی ہے، اور پھر یہ واضح کیا جائے گا کہ سیرت کے واقعات کے فہم میں جغرافیائی مطالعہ کیوں ناگزیر ہے۔

جغرافیۂ سیرت: مفہوم اور دائرہ

جغرافیۂ سیرت کا دائرہ صرف شہروں کے ناموں تک محدود نہیں۔ اس میں طبیعی جغرافیہ بھی شامل ہے، یعنی پہاڑ، وادیاں، پانی کے ذخائر، آب و ہوا اور فاصلے؛ انسانی جغرافیہ بھی، یعنی قبائل کی تقسیم، آبادی، بازار اور راستے؛ اور تاریخی جغرافیہ بھی، یعنی زمانے کے ساتھ مقامات کے ناموں و حدود کی تبدیلی۔ سیرت نگاری کے قدیم مصادر میں جغرافیائی معلومات بکھری ہوئی ملتی ہیں، مثلاً ابنِ اسحاق و واقدی کے یہاں راستوں و منازل کا ذکر، واقدی کی غزوات میں میدانوں کی تفصیل اور یاقوت حموی کی معجم البلدان میں مقامات کی لغوی و تاریخی توضیح۔ مگر مدینہ کے جغرافیہ و آثار پر مستقل و جامع کتاب کی صورت السمہودی کی وفاء الوفا نے اختیار کی۔ جدید دور میں اس موضوع نے نئی زندگی پائی ہے: سیرت کے اٹلس تیار ہوئے، ہجرت و غزوات کے راستوں کے نقشے بنے اور مقامات کی نشاندہی کی تحقیقی کتابیں لکھی گئیں۔ یہ ارتقا خود دلیل ہے کہ جغرافیہ سیرت محض اضافی معلومات نہیں بلکہ واقعات کی تفہیم کی بنیاد ہے۔

وفاءالوفاکاتعارف

وفاءالوفاباخبار دار المصطفیٰ کے مصنف نور الدین علی بن عبداللہ السمہودی ہیں، جو مصر میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور 911 ہجری میں وہیں وفات پائی۔ وہ اپنے دور کے ممتاز محدث و مؤرخ تھے اور مدینہ سے ان کی دلی وابستگی ان کی تصانیف میں نمایاں ہے۔ یہ کتاب کئی جلدوں میں ہے اور اس میں مدینہ منورہ کی تاریخ اس کے قدیم نام یثرب کے دور سے لے کر مصنف کے زمانے تک بیان کی گئی ہے۔ کتاب میں شہر کی فضیلت، مسجدِ نبوی کی تاریخ و تعمیرات، اہم مساجد، وادیاں، کنویں، باغات، قبرستان، محلے اور وہ مقامات شامل ہیں جو سیرت کے واقعات سے وابستہ ہیں۔ مصنف نے اس سے پہلے اس موضوع کی ایک نسبتاً مختصر کتاب بھی رکھی تھی اور وفاءالوفا اس کا وسیع و مفصل روپ ہے۔ اس کتاب کی ایک خاص قدر یہ ہے کہ مصنف نے بہت سے ایسے مقامات و آثار کی تفصیل محفوظ کر دی جو بعد میں شہری تبدیلیوں کی وجہ سے باقی نہیں رہے؛ اس اعتبار سے یہ کتاب آج کے محقق کے لیے ایک تصویری دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

وفاءالوفاکا منہج

وفاءالوفا کے منہج کی پہلی خصوصیت جمع بین الروایہ والمشاہدہ ہے: سمہودی نے کتابی روایات بھی جمع کیں اور خود مقامات کا مشاہدہ کر کے ان کی حالت بھی بیان کی۔ جہاں قدیم کتابوں میں کسی مقام کا ذکر ملتا تھا وہ اسے نقل کرتے، پھر اپنے زمانے میں اس کی موجودہ صورت سے اس کا موازنہ کرتے۔ دوسری خصوصیت اسناد و حوالوں کا اہتمام ہے: فضائل و واقعات سے متعلق روایات وہ عموماً ماخذ کے ساتھ نقل کرتے ہیں، کیونکہ وہ محدث بھی تھے۔ تیسری خصوصیت موضوعاتی و مقامی ترتیب ہے: کتاب کو شہر کے حصوں و موضوعات کے اعتبار سے بانٹا گیا ہے، جس سے قاری کسی ایک مقام کی مکمل فائل ایک جگہ پڑھ سکتا ہے۔ چوتھی خصوصیت تنقیدی احتیاط ہے: ضعیف یا متنازع روایات پر وہ کہیں اشارہ بھی کر دیتے ہیں اور اختلافِ اقوال کو جمع کر کے قاری پر فیصلہ چھوڑنے کے بجائے اپنی ترجیح کی طرف بھی راہنمائی کرتے ہیں۔ پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ کتاب میں محض جغرافیہ نہیں بلکہ ادبِ زیارت و محبتِ مدینہ کا رنگ بھی نمایاں ہے، جو اسے خشک مقامات نامے کے بجائے زندہ تاریخی کتاب بنا دیتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ منہج بعد کی مقامی تاریخوں اور جدید سیرتی اٹلسوں کے لیے نمونہ بنا، کیونکہ اس نے دکھایا کہ مقام کا مطالعہ روایت، نقشہ اور مشاہدہ تینوں سے مل کر مکمل ہوتا ہے۔

جدول: وفاءالوفا کے منہج کی خصوصیات

خصوصیت	تفصیل	فائدہ
روایت ومشاہدہ	کتابی ماخذ کے ساتھ ذاتی معائنہ	مقام کی شناخت میں اعتماد
اسناد و حوالے	روایات ماخذ کے ساتھ نقل	جانچ و تقابل ممکن
موضوعاتی ترتیب	مساجد، مقامات الگ الگ	حوالے کی آسانی
تاریخی تسلسل	قدیم دور سے مصنف کے زمانے تک	مقام کی تبدیلیوں کا ریکارڈ

سیرت کے واقعات کے فہم میں جغرافیائی مطالعہ کیوں اہم ہے؟

جغرافیائی مطالعے کی اہمیت کئی پہلوؤں سے واضح ہوتی ہے۔ پہلا پہلو واقعے کی منطق سمجھنا ہے۔ غزوۂ بدر کا مقام ایک اہم تجارتی شاہراہ کے کنوؤں پر تھا؛ اس جغرافیے کو جانے بغیر اس غزوے کی حکمت سمجھ میں نہیں آتی۔ غزوۂ احد میں پہاڑی درے پر تیر اندازوں کی تعیناتی اور اس درے کے خالی ہونے کے نتائج خالصتاً جغرافیائی سبق ہیں۔ خندق کا فیصلہ مدینہ کے طبیعی جغرافیے، یعنی تین طرف پہاڑی و سنگلاخ رکاوٹوں اور ایک طرف کھلی سمت، کو دیکھ کر ہی سمجھ آتا ہے۔ دوسرا پہلو فاصلوں و منازل کی تعیین ہے۔ ہجرت کا راستہ عام شاہراہ سے ہٹ کر ساحلی سمت سے کیوں اختیار کیا گیا، سرایا کے اہداف کیسے منتخب ہوئے اور خطوط و وفود کن راستوں سے آئے گئے، یہ سب جغرافیے سے کھلتا ہے۔ تیسرا پہلو خطوط و معاہدات کی تفہیم ہے: یہودی قبائل کے قلعے، خیبر کی زرعی اہمیت، طائف کی جغرافیائی پوزیشن اور تبوک کی سمت و مقصد، سب جغرافیائی پس منظر کے بغیر مبہم رہتے ہیں۔ چوتھا پہلو تحقیقی تنقید ہے: بعض روایات کی جانچ اسی سے ہوتی ہے کہ ذکر شدہ مقام، فاصلہ اور مدتِ سفر باہم مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں۔ پانچواں پہلو تعلیمی و تربیتی ہے: نقشے و مقامات کے ساتھ پڑھی گئی سیرت ذہن میں زندہ تصویر بناتی ہے، خاص طور پر نوجوان طلبہ کے لیے واقعات محض ناموں کے بجائے حقیقت بن جاتے ہیں۔ اسی لیے جدید نصابی سیرت میں اٹلس و نقشوں کو باقاعدہ شامل کیا جاتا ہے۔

جغرافیائی مطالعے میں احتیاطیں

جغرافیۂ سیرت کے فوائد کے ساتھ چند احتیاطیں بھی ضروری ہیں۔ پہلی یہ کہ ہر مقام کی تعیین قطعی نہیں ہوتی؛ بعض مقامات پر محققین کا اختلاف ہے، اس لیے کتابوں میں احتمال و اختلاف کی صراحت ہونی چاہیے۔ دوسری یہ کہ مقامات کے موجودہ حالات قدیم صورت سے بالکل بدل چکے ہیں، خاص طور پر مکہ و مدینہ کی شہری توسیع کے بعد، اس لیے قدیم و جدید نقشوں کا تقابل ضروری ہے۔ تیسری یہ کہ فضائل و مقامات سے متعلق روایات میں معتبر و غیر معتبر کی تمیز وہی ہے جو علمِ حدیث کی ہے، اور اس موضوع میں بھی ضعیف روایات کو قطعی عقیدہ نہیں بنانا چاہیے۔ چوتھی یہ کہ جغرافیائی تحقیق کا مقصد راستے کی تفہیم ہے، نہ کہ ہر روایت کو نقشے پر منطبق کرنے کی ضد۔ ان احتیاطوں کے ساتھ کیا گیا مطالعہ سیرت کو مزید مستند و قابلِ فہم بناتا ہے۔ یہاں بھی یہی اصول یاد رکھنا چاہیے کہ دینی احکام کے عملی معاملات میں راہنمائی مستند اہلِ علم ہی سے لی جائے؛ یہ جواب مطالعۂ سیرت کی علمی جہت تک محدود ہے۔

نتیجہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جغرافیۂ سیرت واقعات کو ان کے قدرتی و انسانی پس منظر میں رکھ کر دکھانے کا علم ہے اور سمہودی کی وفاء الوفا اس فن کی کلاسیکی نمائندہ کتاب ہے، جس کا منہج روایت، مشاہدے، اسناد اور تاریخی تسلسل کا امتزاج ہے۔ سیرت کے واقعات کے فہم میں جغرافیائی مطالعہ اس لیے اہم ہے کہ اس سے واقعے کی حکمت، فاصلوں و راستوں کی منطق، معاہدات و غزوات کا پس منظر اور روایات کی تحقیقی جانچ سب ممکن ہوتے ہیں۔ جو طالب علم سیرت کو نقشوں کے ساتھ پڑھتا ہے وہ واقعات کو یاد ہی نہیں کرتا بلکہ انھیں سمجھتا بھی ہے۔

سوال نمبر 5: امام مقریزی کی امتاع الاسماع کا منہج و اسلوب اور سیرت کے فہم میں اس کی معاونت (20 نمبر)

سوال: امام مقریزی کی کتاب 'امتاع الاسماع' کے منہج اور اسلوبِ بیان کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کریں کہ یہ کتاب سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے، تاریخی شعور اور عصرِ حاضر میں سیرت کے فہم کے لیے کس حد تک معاون ہے؟ (20)

تمہید و تعارف

تقی الدین احمد بن علی المقریزی (766 تا 845 ہجری) مملوکی دورِ مصر کے عظیم مؤرخ ہیں، جنھیں تاریخِ مصر پر ان کی کتاب المواعظ والاعتبار المعروف خططِ مقریزی اور السلوک جیسی تصانیف نے شہرت دی۔ مگر ان کی ایک عظیم الشان تصنیف سیرتِ نبوی پر بھی ہے جس کا پورا نام امتاع الاسماع بما للنبی من الاحوال والاموال والحفدۃ والمتاع ہے۔ یہ کتاب سیرت کی وسعت و تفصیل کے اعتبار سے متاخرین کی سب سے بڑی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس جواب میں پہلے مقریزی و کتاب کا تعارف پیش ہو گا، پھر اس کے منہج و اسلوب کا جائزہ لیا جائے گا، اور آخر میں یہ بتایا جائے گا کہ یہ کتاب آج سیرت کے مطالعے، تاریخی شعور کی تشکیل اور عصرِ حاضر میں سیرت کے فہم میں کس حد تک معاون ہے۔

مقریزی اور امتاع الاسماع کا تعارف

مقریزی قاہرہ میں پیدا ہوئے، وہاں کے علمی حلقوں میں پروان چڑھے اور مختلف انتظامی و علمی مناصب پر بھی رہے، مگر ان کی اصل پہچان تاریخ نویسی ہے۔ وہ اس بات کے قائل تھے کہ تاریخ صرف بادشاہوں کی خبریں نہیں بلکہ اقوام کی زندگی کا آئینہ ہے، اور اسی سوچ نے ان کی تصانیف کو عمق و وسعت دی۔ امتاع الاسماع میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اس جامعیت سے لکھنے کی کوشش کی ہے کہ سیرت کا تقریباً کوئی گوشہ باقی نہ رہے: نسب و ولادت، بچپن و جوانی، بعثت، مکی و مدنی ادوار، غزوات و سرایا، وفود و خطوط، ازواج و اولاد و خدام، آپ کے اسلحہ، سواریاں، لباس، اموال و جاگیر اور روزمرہ زندگی کی تفصیلات سب کتاب میں شامل ہیں۔ کتاب کے نام میں مذکور احوال، اموال، حفدہ یعنی اولاد و خدام اور متاع یعنی ساز و سامان دراصل اسی پروگرام کا اعلان ہے کہ یہ سیرت صرف واقعات نہیں بلکہ زندگی کے مادی و سماجی پہلوؤں کا بھی مکمل ریکارڈ ہو گی۔ کتاب کا بڑا حصہ طبع ہو چکا ہے اور محققین کے ایڈیشنز کے بعد اس سے استفادہ پہلے سے آسان ہو گیا ہے۔

امتاع الاسماع کا منہج

اس کتاب کے منہج کی پہلی خصوصیت موسوعی جمع ہے: مقریزی نے اپنے سے پہلے کی سیرت و تاریخ کی کتابوں، یعنی ابنِ اسحاق و ابنِ ہشام، واقدی، ابنِ سعد، طبری اور متاخرین، کا وسیع ذخیرہ سامنے رکھ کر اس سے مواد اخذ کیا اور اسے ایک مسلسل بیان میں ڈھالا۔ دوسری خصوصیت ترتیبِ زمانی کے ساتھ موضوعاتی تکمیل ہے: واقعات اپنی ترتیب سے چلتے ہیں مگر جہاں کوئی ضمنی تفصیل، مثلاً کسی غزوے کے شرکا، کسی خط کا متن یا کسی شخص کی سوانح، درکار ہو وہ اسے اسی مقام پر شامل کر دیتے ہیں۔ تیسری خصوصیت تفصیلِ مادی زندگی ہے: یہ کتاب ان متاخر سیرتوں میں نمایاں ہے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اموال و متاع، یعنی املاک، ہتھیار، جانور، آلات و خدام، کی باقاعدہ فہرستیں و تفصیلات محفوظ کیں؛ اس سے سیرت کا وہ پہلو روشن ہوتا ہے جو عام مختصر سیرتوں میں رہ جاتا ہے۔ چوتھی خصوصیت تاریخی موازنہ ہے: مقریزی چونکہ عام تاریخ کے ماہر تھے، اس لیے وہ سیرت کے واقعات کو اس دور کی دنیا، یعنی روم و فارس و مصر کے حالات، کے پس منظر میں بھی رکھتے ہیں۔ پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے اخبار کو جمع کرتے ہوئے بسا اوقات ایک سے زیادہ روایات ساتھ رکھ دیں، جس سے کتاب محقق کے لیے مواد کا ذخیرہ بن گئی، اگرچہ اس انداز میں انتخاب نسبتاً کم ہے۔

امتاع الاسماع کا اسلوبِ بیان

اسلوب کے اعتبار سے امتاع الاسماع ایک مؤرخانہ و بیانی اسلوب رکھتی ہے۔ مقریزی کی زبان سلاست و وضاحت رکھتی ہے اور ان کا بیان قصے کی روانی کے ساتھ چلتا ہے، مگر ان کی تحریر کا مرکز معلومات کی فراوانی ہے، اس لیے کتاب کا لہجہ واعظانہ ہونے کے بجائے تحقیقی و دستاویزی ہے۔ وہ اشخاص و مقامات کی نشاندہی کرتے ہیں، اختلافِ روایات کی بعض صورتوں میں دونوں پہلو بیان کرتے ہیں اور طویل واقعات میں ذیلی عنوانات کے ذریعے قاری کو راستہ دکھاتے ہیں۔ ایک اہم اسلوبی پہلو یہ ہے کہ وہ سیرت کو ریاست و معاشرے کی تشکیل کے طور پر دکھاتے ہیں: خطوط، معاہدے، عاملین کی تقرری اور مالیات جیسے پہلو ان کے یہاں اسی تفصیل سے آتے ہیں جس تفصیل سے غزوات آتے ہیں۔ اس سے کتاب کی سیرت ایک مکمل تمدنی دستاویز بن جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ ان کے بیان میں مصر و شام کے علمی ماحول کی جھلک بھی ملتی ہے اور وہ بعض مقامات پر اپنے

زمانے کے قاری کے لیے توضیحات بھی شامل کرتے ہیں۔ یہ اسلوب جدید محقق کو خاص طور پر محظوظ کرتا ہے، کیونکہ اسے ایک ہی کتاب میں روایت، دستاویز اور تاریخی تجزیے کی جھلک تینوں مل جاتی ہیں۔

جدول: امتاع الاسماع کی خصوصیات کا خلاصہ

پہلو	خصوصیت	قاری کو فائدہ
منہج	سابقہ سیرت و تاریخ کے ذخیرے کی موسوعی جمع	ایک جگہ وسیع مواد تک رسائی
ترتیب	زمانی تسلسل کے ساتھ موضوعاتی تکمیل	واقعہ و تفصیل کا بیک وقت مطالعہ
مواد	احوال، اموال، اولاد و خدام، متاع کی تفصیلات	مادی و سماجی سیرت کی مکمل تصویر
اسلوب	دستاویزی و مؤرخانہ بیان	محققین کے لیے حوالے کا ذخیرہ

سیرت کے مطالعے اور تاریخی شعور میں معاونت

امتاع الاسماع آج کے مطالعۂ سیرت میں تین بڑی جہتوں سے معاون ہے۔ پہلی جہت مواد کی تکمیل ہے: جو تفصیل مختصر سیرتوں میں نہیں ملتی، مثلاً کسی سریے کے شرکا کی تعداد و نام یا کسی خط کے حالات، وہ اس کتاب میں اکثر مل جاتی ہے؛ اس لیے یہ کتاب دیگر سیرتوں کی تکملہ ہے، متبادل نہیں۔ دوسری جہت تاریخی شعور کی تشکیل ہے۔ تاریخی شعور سے مراد یہ صلاحیت ہے کہ واقعے کو اس کے زمانے، اسباب اور نتائج کے ساتھ دیکھا جائے۔ مقریزی کا انداز قاری کو یہی سکھاتا ہے: وہ واقعات کو خلا میں نہیں رکھتے بلکہ اس دور کی سیاسی و معاشی دنیا سے جوڑتے ہیں، جس سے طالب علم سیرت کو قصوں کے بجائے تاریخ کے طور پر پڑھنا سیکھتا ہے۔ تیسری جہت ماخذ شناسی ہے: کتاب چونکہ قدیم ماخذوں کا مجموعہ ہے، اس لیے اس کے ذریعے طالب علم یہ بھی سیکھتا ہے کہ ایک ہی واقعہ مختلف کتابوں میں کن کن صورتوں میں آیا ہے اور محقق کو ترجیح و انتخاب میں کن اصولوں سے کام لینا ہوتا ہے۔ اس تربیتی فائدے کی وجہ سے جامعات میں سیرت کے تحقیقی مطالعے میں یہ کتاب حوالے کی مستقل کتابوں میں شامل رہتی ہے۔

عصرِ حاضر میں سیرت کے فہم کے لیے معاونت وحدود

عصرِ حاضر کے فہم کے لیے اس کتاب کی معاونت اس پہلو سے بڑی قیمتی ہے کہ یہ سیرتِ نبوی کو ایک مکمل انسانی و تمدنی زندگی کے طور پر پیش کرتی ہے۔ آج جب سیرت کو اکثر یا تو صرف عقیدت کے چند عنوانات تک یا صرف جنگی واقعات تک محدود کر دیا جاتا ہے، امتاع الاسماع دکھاتی ہے کہ سیرت میں خاندان، معیشت، سفارت، نظم و نسق، علم و تعلیم اور روزمرہ زندگی سب شامل ہیں۔ یہ جامع تصویر جدید قاری کے اس سوال کا جواب دیتی ہے کہ سیرت آج کی زندگی سے کس طرح متعلق ہے: اس کا تعلق اصولوں و نمونوں کی صورت میں ہے جو ہر شعبے میں موجود ہیں۔ کتاب کی دوسری عصری معاونت اس کا دستاویزی ذخیرہ ہے: ڈیجیٹل دور میں جب محققین سیرت کے ڈیٹا، نقشوں و فہرستوں پر کام کر رہے ہیں، اس کتاب کی فہرستیں و تفصیلات ان کے لیے خام مواد فراہم کرتی ہیں۔ البتہ جدید قاری کو بھی واضح رہنی چاہئیں: کتاب میں شامل ہر روایت کا درجہ یکساں نہیں، بعض روایات پر محققین نے کلام کیا ہے، اس لیے اسے دیگر معیاری سیرتوں و شروح کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح اس کی بعض تفصیلات کا ثبوت ڈھونڈنے میں قدیم ماخذ سے تقابل ضروری ہے۔ یہ احتیاط کتاب کی قدر گھٹاتی نہیں بلکہ اس کے صحیح استعمال کا طریقہ بتاتی ہے۔ یہ وضاحت بھی دہرائی جاتی ہے کہ اس گائیڈ کا مقصد علمی مطالعہ ہے؛ شرعی احکام کے عملی اطلاق میں مستند اہلِ علم کی راہنمائی معتبر رہے گی۔

نتیجہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ مقریزی کی امتاع الاسماع متاخر سیرت نگاری کی موسوعی روایت کی نمایاں مثال ہے: اس کا منہج وسیع جمع، زمانی ترتیب اور مادی و سماجی تفصیلات کی تکمیل پر ہے اور اس کا اسلوب دستاویزی و مؤرخانہ ہے۔ یہ کتاب سیرت کے مطالعے کو تفصیل، تاریخی شعور کو پس منظر اور عصرِ حاضر کے قاری کو سیرت کی جامع تمدنی تصویر فراہم کرتی ہے۔ دیگر معیاری ماخذ کے ساتھ اس کا مطالعہ طالب علم کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ سیرت کو محض ماضی کی داستان نہیں بلکہ ایک مکمل طرزِ زندگی کے ریکارڈ کے طور پر سمجھے۔